مبلغ اتحاد و اتفاق

جناب احمد ابراہیم علوی صاحب

جو نیکی کے لیے آمادہ کرے، صراطِ مستقیم دکھائے، اور ہدایت دے کہ علم حاصل کرو کہ اسی میں بقا و فلاح ہے، اس سے بڑھ کر کس کی بات اچھی اور لائق صد تحسین ہو سکتی ہے؟ ایسی بات کہنے والے چاہے جس شعبۂ حیات سے تعلق رکھتے ہوں چاہے جس خطۂ ارض میں پیدا ہوں وہ ہر جگہ اور ہر حال میں ممتاز و بلند ہوا کرتے ہیں۔ مولانا سید کلب عابد صاحب ایسی ہی ممتاز و سربلند شخصیتوں میں سے ایک تھے۔

لکھنؤ جو بدقسمتی سے شیعہ سُنی منافرت کے لیے بدنامی میں بڑا نام پیدا کر چکا ہے، اس کو اس کی عظمت رفتہ کا احساس دلانے، بدنامی کا داغ مٹانے اور اسلامی روح، امن، اتحاد و اتفاق کو قائم اور دائم کرنے کے لئے مولانا کلب عابد صاحب نے جو کارہائے نمایاں انجام دیئے ان کو کبھی بھلایا نہ جا سکے گا۔

کسی کو لڑوا دینا، قوموں میں منافرت پھیلانا، بدامنی کا بیج بونا اور قتل و غارتگری کا بازار گرم کرنا بہت آسان کام ہے۔ اور یہ کام کوئی بھی انجام دے سکتا ہے، لیکن دو دلوں کو جوڑنا، قوموں کو شیر و شکر کرنا، اتحاد و اتفاق پیدا کرنا دشوار بلکہ بڑا ہی دشوار کام ہے ایسے کام کرنے والوں کو بڑے صبر آزما حالات سے دوچار ہونا پڑتا ہے۔ بڑی پریشانیوں اور زحمتوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور سردست کچھ نہیں ملتا، جبکہ منافرت پھیلانے والوں کو بدقسمتی سے فوراً ہی اتنا کچھ مل جایا کرتا ہے کہ وہ ایک مہم کے بعد دوسری مہم کی تیاری میں مصروف ہو جاتے ہیں لیکن بالآخر درس الفت دینے والے کی جیت ہوتی ہے اور دنیا پہچان لیتی ہے کہ وہی سچا ہے، وہی انسانیت کا خیر خواہ ہے اور وہی ایسا ہے جس کی بات پر سب کو کان دھرنا چاہئے۔

مولانا کلب عابد صاحب خلوص دل سے مسلمانوں میں اتحاد و اتفاق پیدا کرنا چاہتے تھے، اور چاہتے تھے کہ ان میں صحیح اسلامی جذبہ پیدا ہو، اور اسے یاد رہے کہ مسلمان دنیا میں امن و امان پیدا کرنے کے لئے ہے۔ عداوت اور نفرت کے لئے ہرگز نہیں۔ ان کی مساعی جمیلہ کا خاطر خواہ نتیجہ نکلا اور جو باہم دست و گریباں تھے وہ ایک دوسرے کے بغلگیر ہو گئے۔ ان کے افسوس ناک سانحۂ ارتحال کے بعد ان کی کوشش اس طرح بار آور ہوئیں کہ ایک دنیا ششدر رہ گئی۔ لکھنؤ کی تاریخ میں پہلی بار ایسا ہوا کہ ایک شیعہ عالم دین کی نماز جنازہ سنیوں نے اپنے طور سے پڑھی اور ان کے لئے ایصال ثواب کی دعا کی۔

اتحاد کی بات جو بھی کہیئے، قابل قدر و لائق تعظیم ہے، اور ہر شریف و ذی شعور انسان کے لیے لازم ہوتا ہے کہ وہ اس کی بات گوش گوش سے سنے اور اس پر عمل پیرا ہونے کی پوری پوری کوشش کرے۔

مولانا کلب عابد صاحب کو صحیح طور سے نذرانۂ عقیدت پیش کرنے کا اس سے بہتر شاید کوئی اور طریقہ ہو ہی نہیں سکتا ہے کہ انھوں نے اتحاد و اتفاق کے لیے جو سعیٔ جمیل کی تھی اس کو پوری شدت کے ساتھ برقرار رکھا جائے اور ہم اپنے ہر عمل سے

یہ ثابت کریں کہ ہم واقعی اس دکھی دنیا کو راحت کے پر فضا لمحے عطا کرنے کی مستحسن کوشش میں ہمیشہ مصروف رہے ہیں۔

آج انسانیت پر جتنا صبر آزما وقت پڑا ہے ایسا شاید اس سے پہلے کبھی نہ پڑا تھا ایک طرف دولت کے انبار تو دوسری طرف غریبوں کے ہجوم ہیں، ہر چہرہ پژمردہ، ہر دل اداس، اور ہر فرد فکر مند۔ سماج میں اگر کسی طرح مسرت کی لہر دوڑ سکتی ہے تو بس اسی طرح کہ ہم سب کے درد کا مداوا کرنے کی کوشش کریں۔ صرف اپنا پیٹ اور اپنا غم ہی ہمارے لئے اہم مسئلہ نہ رہے، بلکہ ہم دوسروں کی بھی تکلیفوں کو سمجھیں اور جو کچھ ہمارے پاس ہے وہ دوسروں میں تقسیم کرنے کا جذبہ پیدا کریں۔ ایک بالکل فطری امر ہے جب ہم دوسروں کے غموں اور تکلیفوں پر نظر کریں گے تو ہم کو اپنے دکھ درد ضرور کم معلوم ہوں گے۔ نہ ہو تو تجربہ کر کے دیکھ لیں، کسی سرد ترین رات میں جب سردی سے کانپتے ہوئے گھر جا رہے ہوں اور دل میں یہ درد ہو کہ ہمارے پاس کار نہیں ہے، اگر کار ہوتی تو مزے سے شیشے چڑھا کر چاہے جہاں جاتے پھر چاہے جتنی سردی ہوتی، اسی لمحے نظر پڑے کسی رکشے والے پر جو بس واجبی سے کپڑے پہنے اپنی دھن میں مگن رکشے پر سواری کھینچتا ہوا حلال رزق کی گرمی سے جسم کو سرد ہواؤں کے جھونکوں سے محفوظ رکھ کر بڑھتا چلا جا رہا ہے، ایسے میں سوائے شکر ادا کرنے کے اور کیا کہا جائے گا؟ مولانا کلب عابد صاحب جس ملک اور جس مذہب کے مبلّغ تھے وہ صلۂ رحمی کی تعلیم دیتا ہے۔ صلۂ رحمی وہ جذبہ ہے جو انسان کو عظمت کی معراج عطا کرتا ہے۔ کلب عابد صاحب کے حد درجہ مقبول اور محبوب ہونے کا سبب یہ تھا کہ وہ دوسروں کے زخموں پر پھایا رکھنا اپنے لئے لازم سمجھتے تھے۔ ایک دفعہ ایسا ہوا کہ آپ گھر سے نکلے کہ ایک بھکاری نے دست سوال دراز کر دیا، آپ الٹے پیروں گھر واپس ہوئے اور ایک معقول رقم لے کر واپس ہوئے اور بھکاری کو مطمئن کر دیا۔ یہ صلۂ رحمی کا عملی نمونہ ہے۔ اس کا ضمناً ذکر محض اس لئے کیا گیا ہے کہ ان کو نذرانۂ عقیدت پیش کرنے والے اس عمل پر صاد کرنے کے لیے اپنے کو آمادہ رکھیں۔ اسلام میں علم حاصل کرنے اور اس کی طلب میں بڑی سے بڑی قربانی دینے کو مستحسن قرار دیا گیا ہے۔ اس کو پیش نظر رکھتے ہوئے قبلہ کلب عابد صاحب نے اپنے معتقدین کو ہمیشہ ہدایت دی کہ وہ طلب علم کی تڑپ پیدا کریں۔ آج اس بات کی سب سے زیادہ ضرورت ہے کہ مسلمانوں میں خواندگی بڑھے، جیسے جیسے خواندہ افراد کا اضافہ ہوگا ویسے ویسے مسلمانوں کو اپنے قیام (مقام) کا احساس بڑھتا جائے گا، اس صورت میں وہ معاشرے میں اپنی افادیت اور اہمیت کو باور کرا سکیں گے۔

اچھے لوگ ایک ایسے سایہ دار درخت کی حیثیت رکھتے ہیں جن کے سایہ میں تھکے ماندے راہی اطمینان کے چند لمحے گزار کر آگے بڑھنے کا حوصلہ پاتے ہیں، کلب عابد صاحب ایسے لوگوں میں سرفہرست ہیں جو اسلامی اقدار کی پاسداری کرتے ہوئے اتحاد و الفت کے نغمے بکھیرتے رہے اور جب حیات فانی سے حیات ابدی اختیار کی تو اشک بار آنکھوں کے پر خلوص نذرانوں سے اقرار کرا لیا کہ ان کا پیغام سب کو قبول ہے اور اب سب پہلے سے زیادہ خلوص اور لگن سے کوشش کریں گے کہ محبت یگانگت' یک جہتی' خلوص اور اتحاد و اتفاق کا جو ماحول پیدا ہو گیا ہے اس کو ہر قیمت پر برقرار رکھا جائے گا۔ ہم خلوص دل سے آمین کہہ رہے ہیں۔

